سانحہ لال مسجد اور وفاق المدارس

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان

صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

اسلام آباد میں ۱۰ جولائی کو لال مسجد اور جامعہ حفصہ کا جو المناک سانحہ پیش آیا ہے، اس نے ہر دردمند مسلمان کو ہلا کر رکھ دیا ہے، نہتے طلبا اور طالبات پر جس بے دردی کے ساتھ حملہ کیا گیا، لال مسجد پر جس جارحیت اور سفاکی کے ساتھ بارود کے گولے برسائے گئے، اس نے ٹھیٹھ دین دار ہی نہیں، سیکولر ذہن رکھنے والے پاکستانیوں کو بھی رنج وصدمے سے دوچار کیا، مسجد کا تقدس پامال کیا گیا اور کئی دن تک اس پر گولے برسائے گئے، قرآن کریم کے ہزاروں نسخوں کو شہید کیا گیا، حدیث اور علوم نبویہ کی کتابوں کی بے حرمتی کی گئی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ قرآن کریم پڑھنے اور سیکھنے والی پاکیزہ فطرت بچیوں اور طالبات کو ایسے ظالمانہ طریقے سے شہید کیا گیا کہ آج تک ان کی لاشوں اور ان کی تعداد کا صحیح علم نہیں ہوسکا۔

محصورین سے پانی، بجلی اور گیس تینوں چیزیں کاٹ دی گئیں، کرفیو لگا کر پورا علاقہ سیل کر دیا گیا، باہر سے غذا اور خوراک کی رسائی اور ترسیل کی تمام راہیں بند کر دی گئیں یہاں تک کہ محصور طلبہ وطالبات بارش کے پانی سے پیاس بجھانے اور پتے کھا کر بھوک مٹانے پر مجبور ہوئے اور کئی دنوں تک انہیں بارود کی فضا میں بھوکا پیاسا رکھ کر ۱۰ جولائی کی صبح کو سو فیصد کامیاب مذاکرات کو سبوتاژ کر کے بیسیوں ٹینکوں، توپوں اور اعصاب شکن زہریلی گیس کے مرغولوں سے انہیں شہید کیا گیا، حقیقت یہ ہے کہ پاکستانی فوج سے اپنے ہی مسلمان بھائیوں اور قرآن پڑھنے والی اپنی ہی مسلمان بچیوں کے خلاف اس قدر اندوہناک اور ظالمانہ حملوں اور آپریشن کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا، اے کاش ایسا نہ ہوتا، اے کاش! ہماری زندگی میں یہ واقعہ پیش نہ آتا!!

ہم نے آج سے دو تین ماہ قبل ایک مضمون ''جامعہ حفصہ اسلام آباد...... وفاق المدارس کا موقف'' میں لکھا تھا:

> ''اسلام آباد میں جامعہ حفصہ کے حوالے سے جو سنگین واقعات پیش آ رہے ہیں، ان پر ہم سخت تشویش کا اظہار کرتے ہیں، اسلام آباد کے واقعات ہوں، یا آزاد قبائل کے، یا بلوچستان کے، ان میں کسی بھی قسم کی لاقانونیت کو ہم صحیح نہیں سمجھتے اور ان پر

بھی ہم سخت تشویش کا اظہار کرتے ہیں۔لیکن ہم یہ واضح کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں، کہ ان سنگین اور تشویش ناک واقعات کے مواقع خود ہماری حکومت کی غلط پالیسیوں اور ناعاقبت اندیشانہ کارروائیوں کا نتیجہ ہے،حکومت کے انہی غلط اقدامات نے لاقانونیت کو ہوادی اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔"

مذاکرات کیوں ناکام ہوتے رہے؟

جامعہ حفصہ اور لال مسجد کے طریقہ کار سے ہمیں اور وفاق المدارس کی مجلس عاملہ کو اختلاف رہا اور اسی بناء پر وفاق سے ان کا الحاق بھی ختم کیا گیا لیکن دوسری طرف ہم نے حکومت سے بار بار کہا کہ طاقت کے استعمال سے گریز کیا جائے اور یہ کہ طاقت کا استعمال مسئلہ کا حل نہیں ہے، اس قضیے کو بات چیت اور مذاکرات ہی کے ذریعے حل کرانے کی کوششوں سے مایوس ہونے کی بجائے انہیں بڑھایا جائے اور ان میں سنجیدگی لائی جائے۔

ہمیں افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ حکومت نے مسئلہ کو حل کرانے کے لیے مذاکرات اور بات چیت میں سنجیدگی کا مظاہرہ نہیں کیا، جب بھی مذاکرات کامیاب ہونے کے قریب ہوئے اور فریقین کا کسی معاہدے پر اتفاق ہونے لگا تو حکومت ہی کی جانب سے اسے ناکام بنانے کے لیے کوئی خفیہ ہاتھ حرکت میں آجاتا اور اسے ناکام بنادیا جاتا۔

چناں چہ چوہدری شجاعت حسین نے لال مسجد انتظامیہ کے ساتھ جو مذاکرات کیے، کام یابی کے بالکل آخری مرحلے میں خود حکومت کی طرف سے وہ نام کام بنادیئے گئے، چوہدری صاحب نے اپنے مختلف بیانات میں مذاکرات کی ناکامی کا ذمہ دار حکومت کو ٹھہرایا ہے۔

ابھی حال ہی میں ایک معروف صحافی کا مضمون شائع ہوا ہے جو لال مسجد انتظامیہ کے ساتھ بات چیت کرنے وزیر مذہبی امور اعجاز الحق کے ساتھ گئے تھے، وہ لکھتے ہیں:

"ایک دن میں نے اعجاز الحق اور جاوید ابراہیم پراچہ کے ہمراہ دونوں بھائیوں سے آخری بات کرنے کا فیصلہ کیا، لال مسجد کے ایک کمرے میں دروازہ بند کرکے خاکسار نے مولانا عبدالعزیز سے کہا کہ جناب! نہ تو میں حکومت کا نمائندہ ہوں اور نہ آپ کا نمائندہ ہوں بلکہ آپ کے اور حکومت کے درمیان پل بننے کی کوشش کررہا ہوں لیکن آپ دونوں ہی اس پل کو گرانا چاہتے ہیں تو میں یہاں سے چلا جاتا ہوں...... پھر عبدالرشید غازی نے بڑے

بھائی سے درخواست کی کہ آپ کچھ دیر کے لیے یہاں سے چلے جائیں، بڑے بھائی کو بھیج کر عبدالرشید غازی نے اعجاز الحق سے کہا کہ آپ کل ایک تحریر لے آئیں کہ تمام تباہ شدہ مساجد کو دوبارہ تعمیر کیا جائے گا اور آئندہ کسی مسجد کو نوٹس جاری کرنے سے قبل علماء سے مشورہ کیا جائے گا، یہ طے کر کے ہم باہر نکلے تو لال مسجد کے ایک استاذ نے سی ڈی اے کا ایک تازہ نوٹس اعجاز الحق کے ہاتھ میں دے دیا، یہ نوٹس لال مسجد کو جاری کیا گیا تھا جو محکمہ اوقاف کے زیر انتظام تھی، نوٹس دیکھ کر اعجاز الحق کا رنگ فق ہو گیا اور انہوں نے میرے کان میں کہا کہ یہ کسی نے ہمارے مذاکرات کو ناکام بنانے کی کوشش کی ہے"

(قلم کمان، روزنامہ جنگ کراچی ۹/ جولائی)

یہی صحافی اپنے بارہ جولائی کے کالم میں لکھتے ہیں:

"کم از کم دو مرتبہ عبدالرشید غازی لائبریری کا قبضہ ختم کرانے کے قریب پہنچ گئے لیکن ہر مرتبہ حکومت نے ایک اور مسجد کو نوٹس جاری کر کے ان کی کوششوں پر پانی پھیر دیا......
چوہدری شجاعت حسین کے لال مسجد والوں کے ساتھ مذاکرات کام یاب ہو گئے لیکن انہیں کہا گیا کہ آپ مذاکرات کو لمبا کریں، چوہدری صاحب سے رہا نہ گیا اور انہوں نے مذاکرات کی ناکامی کی ذمہ داری حکومت پر عائد کر دی"۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپریشن شروع ہونے سے پہلے مذاکرات کے لیے جس قدر کوششیں کی گئیں، ان میں سنجیدگی نہیں تھی، ۳ جولائی کو آپریشن کا آغاز ہوا اور فریقین کی جانب سے فائرنگ کا سلسلہ شروع ہوا، ۴ جولائی کو مولوی عبدالعزیز گرفتار ہو گئے، ہم سمجھے کہ یہ آپریشن کسی بڑی خون ریزی کے بغیر ہی، اب ختم ہو جائے گا، لیکن حکومت نے مولوی عبدالعزیز کو برقعہ پہنا کر، اس کی تذلیل اور توہین کا ایک افسوس ناک ڈرامہ پاکستان ٹی وی اور دوسرے چینلوں پر شروع کرایا، ایک عالم دین کی اس طرح کی تحقیر و تضحیک سے نہ صرف یہ کہ عام مسلمانوں کے دل میں حکومت کی نفرت بڑھی بلکہ مولوی عبدالرشید غازی مرحوم اور ان کے ساتھیوں کے رویئے میں لچک کو بھی، اس نے یکسر ختم کر دیا اور وہ اب حکومت کے سامنے ہتھیار ڈالنے اور گرفتاری دینے کے لیے قطعاً تیار نہ تھے۔

وفاق کی طرف سے مذاکرات کی آخری کوشش

وفاق المدارس کی قیادت نے جب یہ صورت حال دیکھی تو آخری کوشش کے طور پر، اس آپریشن کو

المناک انجام سے بچانے کے لیے، حکومت کی دعوت کے بغیر از خود اسلام آباد جانے کا فیصلہ کیا، ہم آٹھ جولائی کو اسلام آباد پہنچے تو خیال یہ تھا کہ اس سلسلے میں براہ راست صدر سے ہماری ملاقات ہو، کیوں کہ اختیارات ان ہی کے پاس تھے، وزراء اور حکومت کے باقی ارکان کو ہم بے اختیار سمجھ رہے تھے لیکن وزیر مذہبی امور اور دوسرے حضرات نے یقین دہانی کروائی کہ صدر نے وزیر اعظم کو اس بارے میں مکمل اختیارات دیئے ہیں اور ان سے کام یاب مذاکرات کیے جاسکتے ہیں، چناں چہ حکمران پارٹی کے سربراہ چوہدری شجاعت حسین اور وزیر اعظم سے ملاقاتیں رہیں اور نو جولائی کو وفاق المدارس کے چار علماء اور چار وزراء پر مشتمل ایک مذاکراتی وفد تشکیل دیا گیا، اس وفد نے عبدالرشید غازی مرحوم سے بذریعہ فون مذاکرات کیے — یہاں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ علماء کے وفد کو اصرار اور اپنی ذمہ داری خود لینے کے باوجود لال مسجد جانے نہیں دیا گیا اور بہانا یہ بنایا گیا کہ انہیں یرغمال بنانے کا خدشہ ہے، حالاں کہ علماء کو اس کا خدشہ قطعاً نہیں تھا — مذاکرات میں غازی صاحب کی طرف سے بنیادی نکتہ اور اولین شرط یہ تھی کہ ان کو ''محفوظ راستہ'' دیا جائے، وہ مسجد و مدرسہ یہاں تک کہ اسلام آباد چھوڑنے کے لیے تیار تھے، وہ اپنے گاؤں ''روجھان مزاری'' اپنی بیمار والدہ کے ساتھ جانا چاہتے تھے، اس بنیادی نکتے پر مشتمل، ایک تین نکاتی فارمولا تیار ہوا، بقیہ دو نکات جامعہ حفصہ اور جامعہ فریدیہ اور محصور طلبہ اور طالبات سے متعلق تھے، جامعہ حفصہ اور جامعہ فریدیہ کے بارے میں لکھا گیا کہ دونوں ادارے وفاق المدارس کی سرپرستی میں دیئے جائیں اور طلبہ و طالبات کو چھوڑ دیا جائے، ہاں اگر جامعہ حفصہ کے واقعے سے پہلے کسی پر مقدمات ہیں تو اس کے ساتھ قانون کے مطابق کارروائی کی جائے، اس تین نکاتی فارمولا پر علماء، وزراء اور غازی عبدالرشید اور ان کے نمائندے مولانا فضل الرحمٰن خلیل سب متفق اور راضی ہوگئے۔

اس متفقہ فارمولا پر جب دستخط کرنے کا مرحلہ آیا تو چوہدری صاحب نے کہا، ذرا ایوانِ صدر سے اس کی حتمی منظور ہم لے لیتے ہیں، یہاں آ کر علماء کو معلوم ہوا کہ حکومتی ٹیم بے اختیار ہے چناں چہ ایوانِ صدر سے یہ متفقہ فارمولا مسترد کر دیا گیا اور تین نکات میں سے کسی ایک نکتے کو بھی تسلیم نہیں کیا گیا، ایک نیا ڈرافٹ چوہدری شجاعت دو گھنٹے کے بعد وہاں سے لائے اور علماء سے کہا کہ یہی ڈرافٹ حتمی ہے اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوسکتی، اس ڈرافٹ میں عبدالرشید غازی کو محفوظ راستے کا کوئی ذکر نہیں تھا جو ان کی بنیادی شرط تھی! علماء سے کہا گیا کہ صرف آدھ گھنٹے کا وقت ہے، اس میں ''ہاں'' یا ''نہ'' میں جواب دیں، غازی صاحب کو نیا ڈرافٹ بھی سنایا گیا لیکن وہ ان کے لیے قابل قبول کیسے ہوسکتا تھا!!

اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ صدر پرویز نے ہر حال میں، محصور طلبہ اور طالبات کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا تھا، علماء کے ساتھ مذاکرات صرف ایک ڈھونگ تھے۔

۱۰ جولائی کی صبح جب لال مسجد کے میناروں سے اللہ کی کبریائی کی صدائیں بلند ہونے کا وقت تھا، جنرل پرویز کے ''خاموش آپریشن'' کے خونیں مرحلے کا آغاز ہو چکا تھا، گولوں، توپوں، دھماکوں، زہریلی گیس اور آگ و بارود کا خاموش آپریشن!!...... چند گھنٹوں ہی میں چند مزاحمت کاروں کے ساتھ قرآن کریم پڑھنے والی وہ تمام بچیاں بھی خاموش ہو چکی تھیں، جنہیں بچانے کے لیے ہم بھاگ دوڑ کر رہے تھے!

وفاق کی طرف سے سرکاری الزامات اور پروپیگنڈہ کی تردید

فوجی آپریشن کے بعد حکومت کی جانب سے جھوٹ اور الزامات کا سلسلہ شروع ہوا تو وفاق المدارس کی طرف سے ''لال مسجد آپریشن سے متعلق چند حقائق'' کے عنوان سے مندرجہ ذیل وضاحتی بیان اخبارات میں شائع کرایا گیا:

''سرکاری ذرائع ابلاغ اور وزراء سے لے کر ایوان صدر تک سب یک زبان ہو کر مرحوم عبدالرشید غازی پر تین الزامات مسلسل لگا رہے ہیں، چوں کہ اب وہ ان الزامات کی تردید کے لیے اس دنیا میں موجود نہیں، لہٰذا ہم اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں کہ ان الزامات کے بارے میں جو باتیں ہمارے علم میں ہیں بیان کر دی جائیں:

❶ سرکاری شخصیات کی طرف سے ایک الزام یہ لگایا جا رہا ہے کہ لال مسجد میں غیر ملکی جنگجو موجود تھے اور عبدالرشید غازی ان غیر ملکیوں کو محفوظ راستہ دینے کی آخری شرط لگاتے رہے اور اس شرط کی وجہ سے مصالحتی فارمولا ناکام ہوا، یہ الزام جنرل پرویز مشرف نے اپنی تقریر میں بھی لگایا ہے جب کہ واقعہ یہ ہے کہ عبدالرشید غازی مرحوم نے فون پر مصالحتی فارمولے کے سلسلے میں ہمارے وفد کے ذمہ دار حضرات سے جب بھی بات کی، ان میں کبھی بھی کسی غیر ملکی کا ذکر نہیں کیا، نہ کسی غیر ملکی کے لیے محفوظ راستہ دینے کا مطالبہ کیا، لہٰذا ان پر یہ الزام سراسر غلط اور من گھڑت ہے اور حکومت کے ظالمانہ جرائم پر جھوٹ کا پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش ہے۔

❷ دوسرا الزام یہ لگایا جا رہا ہے کہ عبدالرشید غازی مرحوم نے بہت سے طالبات اور بچوں کو یرغمال بنا رکھا تھا، ان کو باہر آنے سے زبردستی روک رکھا تھا۔ جب کہ عبدالرشید غاری مرحوم نے وفاق المدارس کی مذاکراتی ٹیم کے علماء کرام سے بار بار کہا کہ میں نے تمام طلبہ و طالبات کو باہر جانے کی کھلی اجازت دے رکھی ہے چناں چہ جن طلبہ و طالبات کو باہر جانا تھا، وہ سب جا چکی ہیں، اب جو باقی ہیں وہ صرف اپنی خوشی سے یہاں ہیں اور یہ بات انہوں

نے مذاکرات کے بالکل آغاز میں مولانا مفتی محمد تقی عثمانی سے کہی تھی کہ اگر اس بارے میں کچھ شبہ ہے تو اپنے کسی بھی آدمی کو یہاں بھیج دیں اور جو طلبہ وطالبات ان کے ساتھ جانا چاہیں، مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا اور مولانا محمد تقی عثمانی نے یہ بات وزیر مذہبی امور جناب اعجاز الحق صاحب کو پہنچادی تھی، نیز حکومت کے ظالمانہ قاتلانہ وحشت ناک حملے میں بچ جانے والی طالبات نے یرغمال بنائے جانے کی واشگاف الفاظ میں تردید کی ہے اور ٹی وی پر بھی بتایا ہے کہ ہم تو باہر آنے کے لیے تیار ہی نہیں تھیں، ہم محترمہ ام حسان کے ساتھ شہید ہونا چاہتی تھیں، ہم کو خود ام حسان صاحبہ نے باہر نکلنے کی ہدایت دی، طالبات نے یہ بھی بتایا کہ لال مسجد یا جامعہ حفصہ میں کوئی بھی یرغمال نہیں تھا، وہاں کسی بچے یا بڑے کو یرغمال نہیں بنایا گیا۔

3 تیسرا الزام مرحوم غازی پر یہ لگایا جا رہا ہے کہ انہوں نے بھاری اسلحہ بہت بڑی تعداد میں جمع کر رکھا تھا۔ جب کہ حقیقی صورت حال —— جس کے ہم گواہ ہیں —— یہ ہے کہ مرحوم غازی عبدالرشید نے علماء کرام کی مذاکراتی ٹیم کے مفتی محمد رفیع عثمانی ومولانا قاری محمد حنیف جالندھری سمیت اہم ارکان سے بار بار ٹیلیفون پر یہ بات کہی کہ میں آپ حضرات سے یہاں آنے کی درخواست بار بار اس لیے کر رہا ہوں کہ آپ وزراء اور میڈیا کو لے کر یہاں آئیں تاکہ میں تفصیل سے ان حضرات کو دکھا سکوں کہ میرے پاس کیا کیا اسلحہ موجود ہے۔ یہ میں اس لیے ضروری سمجھتا ہوں کہ کل کو یہ مجھے شہید یا گرفتار کر کے اپنی طرف سے بھاری اسلحہ لا کر ڈھیر کریں گے اور میڈیا کو دکھا کر مجھ پر یہ الزام لگائیں گے کہ یہ اسلحہ میں نے جمع کر رکھا تھا۔ مگر افسوس کہ وفاق المدارس کے وفد کو اور میڈیا کو لال مسجد کے پاس تک نہ جانے دیا گیا، جب کہ عبدالرشید غازی مرحوم اپنے خلاف قانون طریق کار کو چھوڑ کر حکومتی ارکان (چوہدری شجاعت حسین اور تین وفاقی وزراء) اور علماء پر مشتمل کمیٹی کی متفقہ تجاویز کو تسلیم کر چکے تھے، اچانک ایوان صدر کی جانب سے ان ساری کوششوں پر پانی پھیر دیا گیا اور مسجد مدرسے اور ان کی طالبات پر پاکستانی تاریخ کا بدترین ظالمانہ حملہ اس طرح کر دیا گیا جیسے کسی دشمن ملک پر کیا جاتا ہے۔''

سانحۂ لال مسجد کے اثرات

صدر پرویز مشرف پاکستان سے انتہا پسندی کو ختم کر کے بزعم خود اعتدال پسندی اور روشن خیالی کو رواج دینا چاہتے ہیں لیکن المیہ یہ ہے کہ وہ انتہا پسندی کو انتہا پسندی اور تشدد کو تشدد سے ختم کرنا چاہتے ہیں وہ سامنے کی یہ حقیقت بھول جاتے ہیں کہ تشدد، تشدد کو جنم لیتا ہے اور ردعمل، عمل کا شاخسانہ ہوتا ہے وہ امریکی مفادات پر قومی مفادات کو قربان کر رہے ہیں،..... کیا لال مسجد آپریشن سے اعتدال پسندی کی راہیں کھلی ہیں؟ ہم یہاں دو سیکولر

دانشوروں اور صحافیوں کی تحریروں سے اقتباس نقل کرتے ہیں جن سے اندازہ ہوگا کہ اس اندوہناک تشدد کا سیکولر اور معتدل لوگوں پر کیا اثر ہو؟......اور وہ اس کو کس زاویہ نگاہ سے دیکھتے ہیں؟...... لال مسجد انتظامیہ سے شدید اختلاف رکھنے والے ایک سیکولر صحافی عطاء الحق قاسمی لکھتے ہیں:

''اگر کوئی سمجھتا ہے کہ پاکستانی قوم لال مسجد کا سانحہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بھول جائے گی تو وہ غلطی پر ہے، یہ سانحہ قوم کے سینے کا ناسور بن چکا ہے، اس کا دکھ صرف دین دار طبقے کو نہیں بلکہ روشن خیال سیکولر اور لبرل لوگ بھی اس کا دکھ اسی طرح محسوس کر رہے ہیں جس طرح ہر درد دل رکھنے والے انسان کو محسوس کرنا چاہیے، کیوں کہ ہر شخص سمجھتا ہے کہ یہ مسئلہ انسانی جانوں کے ضیاع کے بغیر بھی بآسانی حل کیا جا سکتا تھا، لیکن اسے سیاسی ضرورتوں کے تحت لٹکایا گیا اور آخر میں اس کا ڈراپ سین ایک بدصورت خون ریزی کی صورت میں کیا گیا''۔ (روزنامہ جنگ ۱۹ جولائی)

ایک اور دانشور اشتیاق بیگ نے ۱۸ جولائی کے مضمون میں لکھتے ہیں:

''میں سوچ رہا ہوں کہ میرا اشمار کس طبقے میں ہوتا ہے چوں کہ میری داڑھی نہیں اور میں ڈھیلا ڈھالا لباس زیب تن نہیں کرتا، اس واقعے سے قبل میں اپنے آپ کو ایک اعتدال پسند مسلمان سمجھتا تھا لیکن اسلام آباد کے واقعے کے بعد مجھے احساس ہوا کہ وہاں جو ظلم ہوا اس پر میرا دل خون کے آنسو رو رہا ہے، میں اس زیادتی کو برا سمجھ رہا ہوں، دعا کے دوران میری بھی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، اگر سینکڑوں بے گناہ اور معصوم لوگوں (جن میں بچیاں بھی شامل ہیں) کی ہلاکت کو جائز قرار دینا اور طاقت کے اندھا دھند استعمال کی حمایت کرنا، صدر مشرف اور افواج پاکستان کو مبارک باد دینا اعتدال پسندی ہے تو میرا خیال ہے کہ میرا تعلق اس طرح کے اعتدال پسند طبقے سے نہیں ہے''۔

(روزنامہ جنگ ۱۸ جولائی)

یہ تو سیکولر اور نسبتاً اعتدال پسند طبقے پر اس سانحے کے اثرات کی ایک جھلک ہے، جو لوگ ٹھیٹھ دین دار اور مساجد و مدارس سے گہری محبت اور قلبی تعلق رکھتے ہیں، ان کی ذہنی اور جذباتی حالت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں،...... لال مسجد آپریشن کے فوراً بعد خود کش حملوں اور دھماکوں کی جو لہر چلی ہے، اس میں اب تک سیکورٹی فورسز کے سینکڑوں

، افراد جاں بحق ہو چکے ہیں اور یہ حملے اس شدت کے ساتھ ہو رہے ہیں کہ پاکستان کی تاریخ میں اس سے پہلے ان کی نظیر نہیں ملتی۔

کیا آج سے چند سال قبل کوئی یہ سوچ سکتا تھا کہ پاکستانی فوج، اپنے ہی مسلمان بھائیوں اور بہنوں پر یلغار کرے گی اور ان کی لاشوں کو اس قدر بے دردی کے ساتھ مسخ کرے گی اور جلائے گی؟...... کیا یہ تصور اس سے قبل ہو سکتا تھا کہ ایک پاکستانی مسلمان اپنے جسم کے ساتھ بارود باندھ کر پاکستانی فوج پر حملہ آور ہوگا؟...... انتقام کی وہ آگ جو کسی مسلمان کے سینے میں امریکی اور اتحادی کافر فوجیوں کے خلاف بھڑک اٹھتی تھی اور اس کے لیے وہ اپنی جان فدا کر دیتا تھا، آج وہی آگ پاکستانی فوج کے خلاف بھڑک اٹھی ہے، یہ انتقام کی آگ ہے، غلط پالیسیوں کی آگ ہے، پاکستانی مفادات اور قومی روایات کو پامال کرنے کی آگ ہے، دینی تشخص کو مٹانے اور علماء و مدارس کی توہین و تضحیک کی آگ ہے اور اس آگ کو لگانے میں جنرل پرویز مشرف کا سب سے زیادہ حصہ ہے جنہوں نے فوج اور عوام کو ایک دوسرے سے لڑا کر دشمن کی دیرینہ خواہش اور سازش پوری کی......

ہم پاکستان کے پالیسی ساز اداروں، افواج پاکستان کے پالیسی ساز ذہن و دماغ اور شخصیات سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ خانہ جنگی کی طرف لے جانی والی قومی مفادات کی یکسر خلاف پالیسیوں کو فوراً تبدیل کریں اور ایسے اقدامات کریں جن سے ان غلط پالیسیوں کے اثرات اور نتائج کو کم کیا جا سکے!

کیا آخر میں اس آپریشن کا جواز تھا؟

جن لوگوں کے خلاف آپریشن کیا گیا، کیا وہ پاکستانی نہیں تھے؟...... مساجد شہید کرنے پر ہی تو انہوں نے احتجاجی آواز اٹھائی تھی، عوام کے کہنے پر ہی انہوں نے فحاشی کے خلاف صدا بلند کی تھی، مانا کہ انہوں نے احتجاج کرتے ہوئے چند چیزوں میں قانون کی خلاف ورزی کی، سرکاری لائبریری پر قبضہ، بدکاری کا اڈہ چلانے والی عورت، مساج سینٹر کے عملے اور دو تین پولیس کو لانا...... یہ چاروں کام، قانون کے دائرے سے انہوں نے ہٹ کر کیے، لیکن کیا ان چاروں میں سے کسی ایک کی سزا بھی، سزائے موت ہو سکتی ہے؟ پھر آپریشن شروع ہونے کے بعد ایک بھائی گرفتار اور دوسرے بھائی صرف محفوظ راستے کے طلب گار تھے، وہ سب کچھ چھوڑنے پر آمادہ ہو گئے تھے، کیا اس کے بعد اس ظالمانہ آپریشن کی ذرہ بھر گنجائش رہ جاتی ہے؟

پھر اس پہلو پر نظر کی جائے تو انسان کے غم و غصے میں اور اضافہ ہو جاتا ہے کہ قانون اور آئین کی دہائی دینے والے، خود قانون و آئین کو پامال کر کے حکمران بنے ہیں، ان ہی کی شہ پر ۱۲ مئی کو کراچی میں جو قتل عام ہوا،

قانون کو جس طرح اس کی اتحادی جماعت کے کارکنوں نے اپنے ہاتھ میں لیا اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کو معطل کر کے سڑکوں پر جس طرح اسلحہ کا استعمال کیا گیا، اسے ساری دنیا نے دیکھا...... اس وقت اصول پسندی اور قانون کی پاس داری کہاں چلی گئی تھی؟ اس بدترین دہشت گردی کی تو عدالتی تحقیقات بھی منع کر دی گئی۔

وفاق المدارس کی پالیسی

وفاق المدارس العربیہ کی پالیسی شروع سے یہ رہی ہے کہ تصادم اور تشدد کا راستہ اختیار کرنے کے بجائے مذاکرات اور افہام وتفہیم سے مسائل حل کرنے کی راہ اپنائی جائے، اسلام اور پاکستان دشمن قوتوں کی یہ دیرینہ خواہش ہے کہ پاکستانی فوج اور مقتدر طبقہ پاکستان کے مدارس اور اسلام پسند عوام، خاص کر ٹھیٹھ دین دار طبقے سے ٹکرا جائے، اس کے لیے انہوں نے سازشوں کا ایک جال پھیلا رکھا ہے اور خود حکومت کے بڑے بڑے مضبوط عناصر، ان سازشوں کا حصہ بنے ہوئے ہیں...... وفاق المدارس عالمی حالات کے تناظر میں اس پالیسی پر گامزن ہے کہ ملک کے اندر موجود ہزاروں مدارس اور ان میں پڑھنے والے لاکھوں طلبہ وطالبات، صرف اور صرف اسلامی علوم کی تعلیم وتربیت میں مشغول اور منہمک رہیں اور تعلیم وتربیت کے جس نظام پر دشمن کی نظر لگی ہے، جو خار کی طرح اس کی نگاہ میں کھٹک رہا ہے اور جسے ختم کرنے کے لیے وہ سرتوڑ کوششیں کر رہا ہے، اسے دشمن کی چالوں اور سازشوں سے بچاتے ہوئے، پورے آب وتاب کے ساتھ جاری رکھا جائے...... کیوں کہ یہ نظام رہے گا تو عالم اسلام کو علوم نبویہ کے ماہرین بھی ملیں گے، مبلغین بھی پیدا ہوں گے، دینی ادارے اور مدارس بنانے اور حکمرانوں کے ایوانوں میں حق کی صدا بلند کرنے والے بھی نکلیں گے اور معاشرے سے برائی ختم کرنے کے لیے دین کی محنت کرنے والے بھی فراہم ہوں گے...... اس لیے وفاق المدارس تصادم اور تشدد کا راستہ اختیار کرنے کے بجائے، اس بار آور نظام تعلیم وتربیت کو بچانے اور محفوظ رکھنے کے لیے طے شدہ پالیسی کے مطابق مثبت مساعی پر یقین رکھتا ہے!!

لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وفاق المدارس کی قیادت، باطل کے سامنے، حق پر ڈٹ جانے سے گھبراتی یا حق کے لیے قربانی کی راہ پر چلنے سے کتراتی ہے، ہم حکمرانوں اور مقتدر قوتوں کو صاف صاف لفظوں میں کہتے ہیں کہ وفاق المدارس نے کبھی بھی سطحی اور جذباتی موقف اختیار نہیں کیا، لیکن لال مسجد میں جس ظلم وجبر کو روا رکھا گیا، اگر اس کی تلافی نہ کی گئی اور ظالمانہ اقدامات کا یہ تسلسل جاری رہا تو یہ ملک اپنی بقاء اور سالمیت کے حوالے سے ایسی صورت حال سے دوچار ہو جائے گا جسے کنٹرول کرنا پھر کسی کے بس میں نہ ہوگا۔

☆......☆......☆